مطبوعات

MUSLIM WOMEN AND HIGHER EDUCATION

مؤلفہ: ڈاکٹر انیس احمد و پروفیسر مسلم سجاد - بہ اہتمام انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز - اسلام آباد -

قیمت: پیپربیک جلد کے ساتھ -/۴۲ روپے، گتے کی مضبوط جلد کے ساتھ -/۶۵ روپے -

انگریزی میں تیار شدہ یہ کتاب خوبصورت طباعتی معیار کے ساتھ ہمارے سامنے ہے۔ اس کتاب میں خواتین کی اعلیٰ تعلیم کے لیے جداگانہ یونیورسٹی (یا یونیورسٹیوں) کے قیام کا مقدمہ نئے انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ مسئلہ صرف یہی نہیں ہے کہ طالبات کی ایک کثیر تعداد مخلوط تعلیم کی وجہ سے اعلیٰ تعلیم تک پہنچنے سے پہلے ہی میدان سے ہٹ جاتی ہے۔ نیز نسائیت کو مردانہ ضروریات و معیارات کی اساس پر بنے ہوئے تعلیمی نظام کے ناساز گار سانچے میں اپنے آپ کو چار و ناچار فٹ کرنا پڑتا ہے، بلکہ ایک اور بڑا مسئلہ یہ بھی ہے کہ مخلوط اداروں میں صنفِ ذکور کو اتنا بھرپور تسلط حاصل ہے کہ خواتین زیردست ہو کر ہی ان میں رہ سکتی ہیں۔ اور ان کے اندر وہ خود اعتمادی پیدا ہی نہیں ہوتی کہ وہ اپنے ادارات کو خود چلا سکیں۔ حیرت ہمیں اس بات پر ہے کہ خواتین کی آزادی و ترقی کی نعرہ باز ماڈرن "خواتین" کی توجہ بھی خواتین کے اس استحقاقِ آزادی و ترقی پر کبھی نہیں گئی کہ کیوں نہ وہ اپنے آزاد جامعات میں وائس چانسلر اور پرنسپل اور ڈینز آف فیکلٹیز ہو کر کام کریں۔ اور مردوں کو یہ موقع حاصل نہ ہو کہ وہ نسائی جامعات میں "چوہدری" بن کر بیٹھیں یا وہاں جا جا کر سلامیاں لیں۔ ماڈرن خواتین بھی آزادیٔ نسواں اور اس کے حقوق کی مساوات کا صرف یہی تصور دلاتی ہیں کہ "مردوں کے دوش بدوش" بڑھنا ہے۔ ان لوگوں کا

غیر منطقی نقطۂ نظر بس اتنا ہی کر سکتا ہے کہ عورتوں اور لڑکیوں کو گھیر گھار کر اداروں کے اندر اسی طرح مرد کی کمانڈ میں دے دے جس طرح گھروں کا نظام چلتا ہے۔

کتاب کے فاضل مولفین نے یہ دکھایا ہے کہ مخلوط نظام تعلیم اس درجہ ناکام ثابت ہوا ہے کہ خود تعلیمی اکابر جداگانہ خواتین یونیورسٹی کے مطالبے کا یہ جواب دیتے ہیں کہ اسے چلانے کے لیے موزوں خواتین ہمارے پاس نہیں ہیں۔ یعنی ۳۵ سال تک مخلوط تعلیم کے نتیجے میں ایسی عورتیں پیدا نہ ہو سکیں کہ وائس چانسلر اور پرنسپل اور ڈین بن کر مردوں کی سربراہی کے بغیر ادارے چلا سکتیں۔ مولفین نے ٹیلی کمیونیکیشن کی ایک مثال دی ہے کہ ۱۹۷۰ء سے ۱۹۸۱ء تک تنخواہوں کے گروپ ۱۹ میں کوئی ایک خاتون بھی مدیرہ یا مرتبۂ خبریات نہیں ہے، حالانکہ خبریں پڑھنے کے لیے (جہاں خاص طور پر عورت کا ہونا ضروری نہیں ہے) اچھی خاصی تعداد موجود ہے۔

ایک عجیب مصیبت ہمارے ہاں یہ پیدا ہو گئی ہے کہ مغرب زدگی کے زیر اثر "گھر" کے ادارے کو غیر دقیع اور گھریلو خاتون کو گویا ناکارہ قرار دے لیا گیا ہے۔ حالانکہ اسلام کے تصورات بالکل دوسرے ہیں۔ اسلام تو خیر، خود مغرب ہی کے بعض مفکرین دوسری طرح سوچنے لگے ہیں۔ امریکی سوشیالوجی میں "گھر" کو اب نئے مفہوم کے سامنے سوچا جانے لگا ہے۔ اگرچہ سوچنے کا راستہ اسلام کے بخلاف خالص مادہ پرستانہ اور افادی ہے۔ تازہ نقطۂ نظر کو ایک فقرے میں یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ "گھر داری ایک چھوٹا سا کاروبار ہے جس میں زیادہ تر عورت سرمایہ کاری کرتی ہے"۔ سوشیالوجسٹ کہتے ہیں کہ گھر کو ایک خوابگاہ، نشست گاہ یا طعام گاہ سمجھنے کے معنی ہیں کہ اسے سوز و سازِ حیات سے محروم قرار دیا جائے۔ کاش کہ ہمارے ہاں جدیدیت کی رو تو ندہ میں مبتلا طبقے یہ سمجھیں کہ گھر داری ایک معزز اخلاقی اور اقتصادی سرگرمی ہے اور وہ ڈاکٹری یا انجینئرنگ یا مدرسی یا کلرکی سے کم معزز نہیں ہے۔

کتاب میں جا بجا ایسی اہم باتیں ہیں کہ اگر ہم ان پر گفتگو جاری رکھیں تو خود یہ تبصرہ ایک کتاب بن جائے۔ مختصراً یہ کہ ایک طرف دورِ جدید کے معاشروں میں خواتین کی تعلیم کے فلسفہ و تجربہ کو بیان کیا گیا ہے، دوسری طرف اسلام کے اصول و اقدار اس مسئلے میں واضح کیے گئے ہیں پھر پاکستان میں خواتین کے لیے اعلیٰ تعلیمی ادارات (یونیورسٹیوں) کی ضرورت پر دلائل دیے گئے

ہیں۔ پوری کتاب حوالوں سے مزین ہے اور علمی و تحقیقی درجہ رکھتی ہے۔
مختصر یہ کہ ہم اس کتاب کا بصد مسرت خیر مقدم کرتے ہوئے امید کرتے ہیں کہ اکابرِ ملک اور خداوندانِ تعلیم اسے جلد سے جلد بغور پڑھیں اور اپنی کوتاہیوں کی تلافی کرنے کی فکر کریں گے

صدیوں کے انتظار کے بعد

ایران میں اسلامی انقلاب

کی آمد
پوری انسانیت کے لیے مژدۂ جانفزا

انقلاب کی روداد پڑھیے

امام خمینی
دعوت تحریک اور افکار

جسے سید اسعد گیلانی اور مولانا نصر اللہ خازن مجددی نے ترتیب دیا ہے

قیمت ——— ۴۰/- روپے

اسلامک انٹرنیشنل پبلشرز۔ ۴۳۔اے ریٹی گن روڈ لاہور